۸۸
سر پیٹ کے کہتی تھی یہ زہرؑا نہ جگاؤ
بس دیکھ چکے آؤ ردا منھ پہ اوڑھاؤ
اب ہاتھ سے تم نانا کے بازو نہ ہلاؤ
زاری کرو فریاد کرو خاک اڑاؤ
جیتے ہو تو دنیا میں تمھیں کیا نہ ملے گا
نانا سا مگر چاہنے والا نہ ملے گا

۸۹
یہ سن کے وہ سر دے دے پٹکتے تھے زمیں پر
غل مسجدِ جامع میں یہ تھا ہائے پیمبر
تھا نالہ و فریاد سے ہنگامۂ محشر
منھ پیٹتے تھے ہاتھوں سے سلمان و ابوذر
ماتم تھا ملائک میں رسولِ عربیؐ کا
تھا قومِ بنی جان میں غل سینہ زنی کا

۹۰
یاں غسل و کفن میں متوجہ ہوئے حیدرؑ
تھے سب تو شریک کفن و دفنِ پیمبرؐ
اصحابِ نبیؐ جمع ہوے ڈیوڑھی پہ آکر
محروم سعادت سے رہے چند بداختر
پُرسا بھی دیا آکے نہ زہرؑا و علیؑ کو
بے چین کیا روحِ رسولِ عربیؐ کو

۹۱
کیا ظلم ہے کی جن کی پیمبرؐ نے سفارش
یہ دولتِ دنیائے دنی کی ہوئی خواہش
ان سے وہ ستمگار ہوے برسرِ کاوش
سب بھولے پیمبرؐ کے کرم اور نوازش
بس دخترِ سلطانِ رسالتؐ سے بدی کی
کچھ عزت و توقیر نہ کی آلِ نبیؐ کی

۹۲
یہ حفظِ مراتب تھا کہ قرآں کو جلایا
کس ظلم سے کس جور سے زہرا کو ستایا
بے دینوں نے حق مصحفِ ناحق کو مٹایا
محروم رہیں باپ کا ورثہ بھی نہ پایا
جس خطہ پہ ہوئی ہر شہ جنؑ و ملک کی
کی چھین کے پُرزے وہ سند باغِ فدک کی

۹۳
بے اذن جہاں تھی نہ فرشتے کی رسائی
تھی حمل سے محسن کے محمدؐ کی وہ جائی
اُس گھر کی یہ عزت کہ اُسے آگ لگائی
پہلو پہ گرا در تو بہ فریاد مچائی
ہے ہے مجھے غم اور دیا باپ کے غم میں
بے جان ہوا محسنؑ معصوم شکم میں

۹۴
ہیہات نہ اس ظلم پہ بھی ہاتھ اُٹھایا
مظلوم نے اک آہ کی ایسی کہ غش آیا
کوڑا بہ ستم بازوے زہرؑا پہ لگایا
آرام لحد میں بھی محمدؐ نے نہ پایا
رسّی تو ادھر بندھی تھی گردن میں علیؑ کی
مرقد میں اُدھر روح تڑپتی تھی نبیؐ کی

۹۵
جو احمدؐ و زہرؑا و علیؑ کو ہوئی ایذا
ہو دیں گے کبھی ظالم و مظلوم بھی یک جا
جو ظلم و ستم شبرؑ و شبیرؑ پہ گذرا
اب جائے خموشی ہے انیسؔ آگے کہے کیا
جب حشر کو یہ دفترِ جاں سوز کھلے گا
اس ظلم کا بھی حال اُسی روز کھلے گا

رُباعی
دُنیا میں محمدؐ سا شہنشاہ نہیں
باریک ہے ذکرِ قُربِ معراجِ رسولؐ
کس راز سے خالق کے یہ آگاہ نہیں
خاموش کہ یاں سخن کو بھی راہ نہیں

مرثیہ
خورشیدِ حقیقت رُخِ زیبائے علیؑ ہے
ایماں جسے کہتے ہیں تو لائے علیؑ ہے
معراجِ امامت قدِ بالائے علیؑ ہے
اکسیر جو ہے خاکِ کفِ پائے علیؑ ہے
ہے نام رقم عرش پہ ہم نامِ خدا کا
کیا مرتبہ ہے زوجِ بتولؑ عذرا کا

۲
کہتے ہیں جسے عرش وہ ہے منزلِ حیدرؑ
ہر حال میں ہے قدرتِ حق شاملِ حیدرؑ
خلوت گہِ خلّاقِ جہاں ہے دلِ حیدرؑ
ہے نورِ خدا روشنیِ محفلِ حیدرؑ
وہ حجتِ خالق ہے چراغِ رہِ دیں ہے
پروانہ اسی شمع کا جبرئیلِ امیں ہے

۳
وہ گل ہے کہ جس سے چمنِ دیں کو ہو رونق
شمشیر سے اس کی جگرِ کفر ہوا شق
معنیِ کلامِ حق اسی سے ہیں محقق
ہے بعد محمدؐ کے علیؑ ہادیِ برحق
اللہ رے شرف ختم ہے رتبہ یہ علیؑ پر
کعبے میں دھرا اس نے قدم دوشِ نبیؐ پر

۴
بے فصل وہی بعدِ نبیؐ صدر نشیں ہے
گنجینۂ اسرارِ الٰہی کا مکیں ہے
انگشترِ پیغمبرِ خاتم کا نگیں ہے
وہ کعبۂ دیں، قبلۂ اربابِ یقیں ہے
کرتے ہیں ملک فخر کراماتِ علیؑ پر
ہے عرشِ معلیٰ کو شرف ذاتِ علیؑ پر

۵
کرسی نے بھی پایا ہے اسی راہ سے پایا
اوصافِ علیؑ لکھنے کو جس وقت جھکایا
خورشید اسی کے رُخِ انور کا ہے سایا
سرِ لوح سے تا دیر قلم نے نہ اُٹھایا
لکھا کہ ہر اک سرِّ علی اس پہ خفی ہے
اللہ کا عاشق ہے محمدؐ کا وصی ہے

۶
تحقیق کہ وہ شاہ امامِ ازلی ہے
قرآں سے ہے ثابت کہ خدا کا وہ ولی ہے
روشن ہے کہ شمعِ حرمِ لم یزلی ہے
یہ اس کی بزرگی کے لئے نصِّ جلی ہے
پوشیدہ نہیں مرتبہ ظاہر ہے علیؑ کا
خارج ہے وہ ایماں سے جو منکر ہے علیؑ کا

۷
وہ مشرقِ ایماں ہے خورشیدِ درخشاں
اور رتبۂ احمدؐ کے لئے حجت و برہاں
ہے نورِ علی روشنیِ اینِ ایماں
تھا طور پہ وہ راہ برِ موسیِ عمراں
اعجازِ عصا و یدِ بیضا جو وہاں تھا
وہ دستِ یداللہ سے سرِ دست عیاں تھا

۸
عالم پہ شرف بیت مقدّس کا ہے مشہور
بے شبہ وہ ہے مولدِ شاہنشہِ جمہور
گر نور تھا کعبہ تو علیؑ نور علیٰ نور
فرق اس میں نہیں کچھ یہ تجلّی تھا وہ تھا طور
اِس سے انھیں رتبہ ہے اسے ان سے شرف ہے
یہ گوہرِ یکتا ہے وہ پاکیزہ صدف ہے

۹
دی جس نے اذاں کعبہ میں پہلے بہ فصاحت
وہ حیدرِ صفدر ہے وہ ہے شاہِ ولایت
اللہ کے گھر میں ہوئی ہے جس کی ولادت
مصروفِ عبادت رہے تا روزِ شہادت
خود گرچہ گرفتار رہے رنج و بلا میں
بندے بہت آزاد کیے راہِ خدا میں

۱۰
مقبول یہ تھی پیشِ خدا طاعتِ حیدرؑ
تھا ظہر کا وقت آئے جو ناگاہ پیمبرؐ
آرام کیا زانو پہ سر بھائی کا رکھ کر
یاں تک کہ ہوئی شام چھپا مہرِ منور
احمدؐ کو جگا تو نہ سکے پاسِ ادب سے
پر غم تھا کہ محروم رہے طاعتِ رب سے

۱۱
جب احمدِؐ مختار ہوئے خواب سے بیدار
یہ حکم فرشتوں کو خدا کا ہوا اک بار
مغموم ہے طاعت کے لیے حیدرؑ کرار
ہاں جلد کرو مہر کو مغرب سے نمودار
لازم ہے کہ واجب جو علی پر ہو ادا ہو
منظور ہے ہم کو نہ نماز اس کی قضا ہو

۱۲
جس دم یہ فرشتوں کو ہوا حکم خدا کا
تب آہنی زنجیروں سے خورشید کو کھینچا
پنہاں ہوئی تاریکیٔ شب دن ہوا پیدا
مولا نے خوشی ہو کے کیا شکر کا سجدا
خالق کو یہ خاطر کسی مخلوق کی کب تھی
پڑھ کر جو نماز اٹھے مصلّے سے تو شب تھی

۱۳
واللہ کہ ہے حبِّ علیِ اعظمِ طاعات
مقبولِ خدا ہے وہ شہنشاہِ خوش اوقات
سلطانِ امم، ختمِ رسل، قبلۂ حاجات
امت کے لئے کرتے تھے جس وقت مناجات
معراج میں دیکھا تھا جو قرب اپنے نبیؐ کا
محبوبِ خدا واسطہ دیتے تھے علیؑ کا

۱۴
کیا اسمِ مقدس ہے میں اس نام کے قرباں
یہ نام تو ہے نامِ خدا رونقِ ایماں
کیسی ہی مصیبت میں گرفتار ہو انساں
جب نام علیؑ کا لیا مشکل ہوئی آساں
صحت میں توانا کی حفاظت کو دعا ہے
بیماری میں واللہ یہ تعویذِ شفا ہے

۱۵
یہ نام رہا حضرتِ آدم کا مددگار
اس نام ہی نے نوحؑ کے بیڑے کو کیا پار
آتش میں گرے جب کہ خلیلِ جگر افگار
تھا نام یہی لب پہ جو آتش ہوئی گلزار
یوسفؑ کو نکال آئے علیؑ چاہِ الم سے
یونسؑ کو رہا کر دیا ماہی کے شکم سے

۱۶
افلاک پہ اورادِ ملائک ہے یہی نام
انسان کو مشکل میں اسی نام سے ہے کام
یہ اسم جنوں کا ہے وظیفہ سحر و شام
اس کی برکت سے ہے خدائی کا سرانجام
اس نام سے دل جانوروں کے بھی قوی ہیں
مرغانِ بر و بحر ہوا خواہِ علیؑ ہیں

۱۷
لکھا ہے مناقب میں یہ راویِ دل آگاہ
گردوں سے ملک آن کے جبریلؑ کے ہمراہ
حلقہ درِ جنت کا ہلاتے تھے جو ناگاہ
آتی ہے صدا اس سے علیؑ ولی اللہ
خالی کوئی شے الفتِ حیدر سے نہیں ہے
اس نام کے سب خلقِ خدا زیرِ نگیں ہے

۱۸
انساں سے بیاں ہو سکے کیا رتبۂ حیدرؑ
قرآں میں ثنا جس کی کرے خالقِ اکبر
تھا جمعہ کا دن بیٹھے تھے مسجد میں پیمبر
نازل ہوا جو روحِ امیں کھولے ہوئے پر
اک بازو پہ تو نامِ شہنشاہِ امم تھا
اور دوسرے پہ نامِ علیؑ صاف رقم تھا

۱۹
سلمان سے فرماتے تھے سلطانِ رسالت
کیا تجھ سے کہوں مرتبۂ شاہِ ولایت
ہے ذاتِ علی روشنیٔ شمعِ ہدایت
اللہ نے کھولا ہے یہ دروازۂ جنت
اس در میں جو ہے خلد میں اس شخص کا گھر ہے
باہر ہے جو اس سے نہ ادھر ہے نہ ادھر ہے

۲۰
اے دوست مجھے خانۂ کعبہ کی قسم ہے
شیعہ ہیں جو ان کو نہیں کچھ حشر کا غم ہے
ناجی ہیں وہ اُن لوگوں پہ خالق کا کرم ہے
وہ لوگ ہیں اور سیرِ گلستانِ ارم ہے
دشمن جو علیؑ کے ہیں وہ روئیں گے لحد میں
جو دوست ہیں آرام سے سوئیں گے لحد میں

۲۱
ضامن ہوں میں واللہ محبانِ علیؑ کا
نہ سختیٔ مرگ ان کو ہے نہ قبر کی ایذا
کیا خوف ہے کیا غم ہے جو دیکھا نہیں رستا
لے جائے گا فردوس میں رہبر انہیں مجھ سا
ٹھہرے گا جو خورشید سوا نیزے پہ آ کے
سایہ میں کھڑے ہوئیں گے وہ عرشِ خدا کے

۲۲
تھے زہد و ورع میں بھی وہ یکتائے دو عالم
فرصت نہ تھی قرآں کی تلاوت سے کوئی دم
تسبیح تھی، تکبیر تھی، تحلیل تھی پیہم
صائم وہ نہ ہوں ایسا نہ ہوتا کوئی دن کم
فاقوں میں بھی احسانِ الٰہی کا بیاں تھا
ہر ایک مہینا انھیں ماہِ رمضاں تھا

۲۳
تھا تارکِ لذاتِ جہاں شاہِ ولایت
جز نانِ جویں تھی نہ کسی کھانے پہ رغبت
مسکینوں سے اُلفت تھی فقیروں سے محبت
اندھوں کی ضعیفوں کی کیا کرتے تھے خدمت
دے آنا کھلا آنا یہ کام آٹھ پہر تھے
رانڈوں کے تو وارث تھے یتیموں کے پدر تھے

۲۴
مغموموں کے مظلوموں کے گھر آپ تھے جاتے
اور ہاتھ سے اپنے انھیں کھانے تھے کھلاتے
سر دابتے شفقت سے کبھی پاؤں دباتے
آہستہ اٹھاتے انھیں آہستہ لٹاتے
عزت سے فقیروں کو کھلا آتے تھے اکثر
ننگوں کو ردا اپنی اُڑھا آتے تھے اکثر

۲۵
جو شہرِ علومِ شہِ لولاک کا ہے در
واللہ وہ حیدرؑ ہے وہ حیدرؑ ہے وہ حیدرؑ
وہ قاتلِ عنتر ہے وہ ہے فاتحِ خیبر
قبضہ میں اسی شاہ کے ہے تیغِ دو پیکر
حائل کبھی ہوتے جو نہ پر روحِ امیں کے
اک دم سے گذر جاتی وہ طبقہ سے زمیں کے

۲۶
تھی ضرب یہ اور زورِ خداداد تھا ایسا
جنبش ہوئی سب قلعہ کو اور در کو گرایا
دو انگلی سے حلقہ درِ خیبر کا جو کھینچا
حضرت نے اٹھا کر طرفِ در اسے پھینکا
چالیس گز اس طرح گرا اور تھا وہ جا کے
جس طرح سے پتا اڑے جھونکوں سے ہوا کے

۲۷
خندق میں کیا دار سرِ عمرو پہ جس دم
احسنت کی آتی تھی صدا چرخ سے پیہم
ضربِ اسدِ حق سے ہوا دم میں وہ بے دم
کرتا تھا مباہات خداوندِ دو عالم
سرخی تھی خوشی سے رخِ انور پہ نبیؐ کے
جبریلؑ امیں چومتے تھے ہاتھ علیؑ کے

۲۸
جس وقت اُحد میں ہوئے کفّار صف آرا
جب حضرتِ حمزہؑ کو سیہ کاروں نے مارا
اصحابِ نبیؐ کر گئے میداں سے کنارا
اسلام کا لشکر متفرق ہوا سارا
انصار و مہاجر سبھی اس وقت جدا تھے
یا احمدؐ مختار تھے یا شیرِ خدا تھے

۲۹
کفّار کا نرغہ تھا رسولِ عربیؐ پر
تلوار لگاتا تھا کوئی اور کوئی پتھر
منظور ہر اک شخص کو تھا خونِ پیمبرؐ
ٹوٹے دُرِ دنداں ہوئے پُرخوں لبِ اطہر
ہر غول پہ للکار کے جا پڑتے تھے حیدرؑ
احمدؐ کو بچا لیتے تھے اور لڑتے تھے حیدرؑ

۳۰
اک غول سے کرتے تھے وغا حیدرِ کرار
اس غول میں تھا ابنِ قمیصہ کوئی سردار
جو ٹوٹ پڑا دوسرا غول آن کے اک بار
تلوار کا اس نے سرِ احمدؐ پہ کیا وار
لیکن نہ لگا زخم سرِ سرورِ دیں پر
یہ ضرب سے غش کھا کے گرے روئے زمیں پر

۳۱
حافظ تھا محمدؐ کا زبس حضرتِ یزداں
بے تاب ہو سُکّانِ سموٰت نے اُس آں
اس نور کو اعدا کی نظر سے کیا پنہاں
کی عرض یہ خالق سے کہ گر ہو ترا فرماں
امداد کو ہم جائیں رسولِ عربیؐ کی
تنہائی تو دیکھی نہیں جاتی ہے نبیؐ کی

۳۲
درگاہِ الٰہی سے صدا آئی یہ اس دم
محتاج مدد کا نہیں یہ سیدِ عالم
جو قصد کیا تم نے ہے اجر اس کا مقدّم
ہم جس کی طرف ہوں اسے تنہائی کا کیا غم
موجود ہے واں صاحبِ شمشیر ہمارا
اس فوج کو کافی ہے فقط شیر ہمارا

۳۳
کرتے تھے ملک عالمِ بالا سے نظارا
ناگاہ یہ ابلیسِ جفاکار پکارا
اور فوج میں تھے شیرِ خدا معرکہ آرا
اے قوم مبارک ہو محمدؐ گیا مارا
پہونچی جو یہ پُرہول صدا گوشِ علیؑ میں
طاقت نہ رہی صبر کی احمدؐ کے وصی میں

۳۴
پھر پھر کے لگے دیکھنے ہر سو شہِ صفدر
خود بیچ میں اور گردِ ستمگاروں کا لشکر
نے فوجِ پیمبر نظر آئی نہ پیمبر
تلواریں نظر آتی تھیں یا نیزہ و خنجر
نظروں سے جو شاہنشہِ کونین نہاں تھے
دل سینے میں بیتاب تھا اور اشک رواں تھے

۳۵
مارے نہ گئے ہوں کہیں احمدؐ یہ تھا وسواس
احمدؐ سے جو تھے دور نہ تھا جان کا کچھ پاس
جھک جھک کے ہر اک لاش کو تکتے تھے بصد یاس
گھبرائے ہوئے ڈھونڈھتے پھرتے تھے چپ و راس
حملوں سے پراگندہ صفِ فوجِ ستم تھی
تھا منھ میں کف اور ہاتھ میں شمشیرِ علم تھی

۳۶
اس فوج میں ملتے جو نہ تھے سیدِؐ والا
دل فرطِ تعلق سے جو نہ جاتا تھا سنبھالا
کفّار کے لشکر کو کیا تھا تہ و بالا
کہتے تھے اٹھا لے مجھے اللہ تعالا
زندہ ترے محبوب کو پھر پاؤں گا کیوں کر
منھ فاطمہؑ کو جا کے میں دکھلاؤں گا کیوں کر

۳۷
وہ باپ کی عاشق ہے وہ ہے باپ کی شیدا
کیوں لائے نہ تشریف شہِ یثرب و بطحا
جب مجھ سے وہ پوچھیں گی کہاں ہے مرا بابا
کیا بنتِ پیمبرؐ سے میں اس وقت کہوں گا
یارب نہ جدا ہوں میں رسولِ دوسرا سے
یارب نہ خجل کیجو بتولِ عذرا سے

۳۸
یارب تو اُسے باپ کے غم میں نہ رُلانا
محبوب ترا بیٹوں کے زہراؑ کا ہے نانا
یارب تو اُسے داغِ یتیمی سے بچانا
نانا کے الم میں انھیں روتے نہ دکھانا
نانا کے جو مرنے کی خبر پائیں گے دونوں
جینے کے نہیں روکے وہ مر جائیں گے دونوں

۳۹
بے احمدِؐ مرسل مرا کس کام کا جینا
نزدیک ہے اب شق ہو قلق سے مرا سینہ
میں خلق میں ہوں اور نہ ہوں سلطانِ مدینہ
کوئی نظر آتا نہیں راحت کا قرینہ
بیتاب ہوں فرقت سے رسولِ مدنیؐ کی
اب ہاتھ میں طاقت نہیں شمشیر زنی کی

۴۰
یہ کہتے تھے اور لڑتے تھے جوں شیرِ غضبناک
ہلتی تھی زمیں جوش سے تھرّاتے تھے افلاک
ہر حال میں کفار کی ہوتی تھیں صفیں چاک
اک غار میں ناگہ نظر آئے شہِ لولاک
جان آگئی گویا تنِ بے جاں میں علیؑ کے
جلدی سے گرے دوڑ کے قدموں پہ نبیؐ کے

۴۱
دل جوشِ محبت سے محمدؐ کا بھر آیا
اور چوم کے پیشانیٔ انور یہ سنایا
رو رو کے گلے شوہرِ زہراؑ کو لگایا
صد شکر کہ تم نے مجھے میں نے تمھیں پایا
دیکھا مری ہمراہی سے منھ موڑ گئے سب
کفار کے نرغے میں مجھے چھوڑ گئے سب

۴۲
اس عالمِ ایجاد میں پھر ہوگا نہ زنہار
زیبا ہے اگر فخر کرے احمدِؐ مختار
تجھ سا نہ جواں نے تری تلوار سی تلوار
خود آج ثنا خواں ہے ترا ایزدِ غفّار
آتی ہے یہ ہر بار صدا چرخِ بریں سے
پوچھے تری الفت کوئی روح امیں سے

۴۳
فرما کے یہ ناقے پہ چڑھے احمدِؐ مختار
پھر لشکرِ کفار میں یہ غل ہوا اک بار
اور تیغ بکف آگے بڑھے حیدرؑ کرّار
جیتا ہے محمدؐ نہیں مارا گیا زنہار
یاں نکلے پئے جنگ دلاور جو کوئی ہے
ناقہ پہ فقط آپ ہے اور آگے علیؑ ہے

۴۴
یہ سن کے بڑھی جنگ کو پھر فوجِ ستمگر
کھینچے بہ فلک نیزوں نے آتش کی طرح سر
تھا قلزمِ آتش کی طرح جوش پہ لشکر
ہنگامہ ہوا جب کہ چمکنے لگا خنجر
پھل تیغوں کے جوں برقِ درخشاں نظر آئے
چنگاریوں سے نیزوں کے پیکاں نظر آئے

۴۵
اس فوج میں ایک ایک نمودار جواں تھا
دیکھا جسے تولے ہوئے اک گرزِ گراں تھا
تھا پیلِ دماں کوئی، کوئی شیرِ ژیاں تھا
ہر شخص کے اسپِ دور کا بہ تیز راں تھا
ٹاپوں سے قدم کانپتے تھے گاوِ زمیں کے
غل نعروں کا جاتا تھا پرے چرخِ بریں کے

۴۶
پھر فوج نے سلطانِ رسالت کو لیا گھیر
فرمایا علیؑ سے کہ بچا مجکو مرے شیر
سمجھے شہِ لولاک کہ مرنے میں نہیں دیر
یہ سنتے ہی کھینچی اسد اللہ نے شمشیر
پاس آنہ سکا کوئی رسولِ عربی کے
پروانہ سے پھرتے تھے علی گردِ نبیؐ کے

۴۷
خالد بن سفیان تھا جو اس فوج میں سردار
غالب کوئی اس پر نہ ہوا تھا کبھی زنہار
مشہور تھا وہ خلق میں زور آور و جرّار
للکارا وہ حیدرؑ کو کہ آتا ہوں میں ہشیار
کیا منہ جو سپر کوئی دمِ حرب اُٹھالے
طاقت ہے یہ کس کی جو مری ضرب اُٹھائے

۴۸
یہ لاف زنی سن کے بڑھے حیدرِ صفدر
خوں جوشِ غضب سے ہوئیں چشمانِ منوّر
کی دستِ مبارک میں علم تیغ دو پیکر
گویا تھا مجسّم غضبِ خالقِ اکبر
فرمایا کہ ہاں وار کر اب تیغ زن اپنا
تیغ اپنی چلے پہلے نہیں یہ چلن اپنا

۴۹
یہ سنتے ہی خالد نے کیا وار علیؑ پر
لے اب مری باری ہے خبردار ستمگر
اس ضرب کو رَد کر کے یہ کہنے لگے حیدرؑ
سنبھلا بھی نہ تھا وہ کہ چلی تیغِ غضنفر
یہ غل ہوا صمصامِ یداللہ کی چمک ہے
تلوار نہیں آئی قضا سر پہ فلک ہے

۵۰
جھپٹی سرِ دشمن پہ جو وہ صاعقہ کردار
سردار کو مارا تو چلی فوج سے تلوار
دو ہو کے چپ و راست گرے راکب و رہوار
لڑتے ہوئے لشکر میں دھنسے حیدرِ کرّار
دہشت سے تلاطم یہ ہوا فوجِ عدو میں
زندے بھی تڑپنے لگے کشتوں کے لہو میں

۵۱
ہر سو تھے علیؑ فوج میں لڑتے ہوئے جاتے
حملوں سے کبھی دور تک اعدا کو بھگاتے
ہر وار میں تھے لاش پہ واں لاش گراتے
الفت سے کبھی پاس محمدؐ کے پھر آتے
سینہ تھا سپر ہاتھ میں شمشیرِ دو سر تھی
دل سوئے نبیؐ تھا طرفِ فوج نظر تھی

۵۲
جل جل گئے جب آتشِ شمشیر سے ناری
پھیری اسد اللہ نے میداں سے سواری
جمعیتِ کفّار پریشاں ہوئی ساری
اس وقت ندا چرخ سے آئی کئی باری
تو ایسا ہی تھا جب تجھے رتبہ یہ دیا تھا
شاباش مرے شیر عجب کام کیا تھا

۵۳
آ پہونچے بہ عز فتح و ظفر حیدرِ کرّار
حیدرؑ کو بہت چھاتی سے لپٹا کے کیا پیار
ناقے کو بٹھا کود پڑے شاہِ خوش اطوار
فرمایا فدا تجھ پہ میں اے میرے مددگار
کس کو یہ محبت ہے رسولِ عربی سے
جو تو نے کیا آج یہ ہوتا نہ کسی سے

۵۴
کس منہ سے میں تعریف کروں اے مرے بھائی
تنہا کوئی کرتا نہیں یوں فتح لڑائی
آگہ ہے شجاعت سے تری ساری خدائی
واللہ یہ جرأت ترے حصہ میں ہے آئی
قبضہ میں ترے قبضۂ شمشیرِ خدا ہے
دشمن ترے روباہ ہیں تو شیرِ خدا ہے

۵۵
اے مومنو کچھ تم نے سمجھے رتبۂ حیدر
کیا بعد نبی ہو گئے ظلم و ستم اس پر
یہ لطفِ خدا جس پہ یہ الطافِ پیمبرؐ
پرسا بھی کسی نے نہ نبیؐ کا دیا آکر
باطل کیا حق ظلم سے احمدؐ کے وصی کا
آئے بھی تو دروازہ جلانے کو علیؑ کا

۵۶
گمراہ ہوئے واللہ دو راست کو چھوڑا
جس جا بہ ادب قدسیوں نے ہاتھوں کو جوڑا
مائل بہ ضلالت ہوئے منہ دین سے موڑا
افسوس کہ وہ دَر لگدِ ظلم سے توڑا
اس دَر کے تلے دب گئی بیٹی جو نبیؐ کی
چلّائی دو ہائی ہے رسولِ عربی کی

۵۷
تھی حمل سے محسن کے جو خاتونِ قیامت
غش آنے لگے اور نہ رہی رونے کی طاقت
پہلوئے مبارک پہ لگی چوٹ بہ شدّت
بچے کی بھی زہراؑ کے شکم میں ہوئی رحلت
وہ سیّدہ جس وقت تڑپتی تھی زمیں پر
سر پیٹتا تھا روح امیں عرشِ بریں پر

۵۸
ہیہات نہ اُس ظلم پہ بھی ہاتھ اُٹھایا
مظلومہ نے اک آہ کی ایسی کہ غش آیا
کوڑا بہ ستم بازوئے زہراؑ پہ لگایا
آرام لحد میں بھی محمدؐ نے نہ پایا
رسّی تو اِدھر بندھتی تھی گردن میں علیؑ کی
مرقد میں اُدھر روح تڑپتی تھی نبیؐ کی

۵۹
نزدیک تھا شق ہوئے مزارِ شہِ لولاک
فرزندوں نے کرتوں کے گریباں جو کئے چاک
پھٹ جائے زمیں گر پڑے یہ گنبدِ افلاک
تھے لوٹتے مادر کے برابر بہ سرِ خاک
جب کرتی تھی وہ آہ تو چلّاتے تھے دونوں
رو کر کبھی مادر سے لپٹ جاتے تھے دونوں

۶۰
فرمایا جو تھا صبر کو شاہِ دوسرا نے
گردن میں بھی بندھوائی رسن عقدہ کشا نے
دم مارا نہ اِس ظلم پہ بھی شیرِ خدا نے
تلواریں بھی کیں سر پہ علم اہلِ جفا نے
کس شخص نے دستِ ستم اس پر نہ اُٹھایا
اس صابر و شاکر نے مگر سر نہ اٹھایا

۶۱
ان میں سے اگر پوچھتا حضرت کا کوئی نام
ہر صبح کو جینے کا بھروسہ نہیں تا شام
فرماتے تھے گم نام ہوں ہے نام سے کیا کام
آغاز مرا خاک ہے اور خاک ہے انجام
اے شخص بھلا نام و نصب کیا فقرا کا
درویش ہوں محتاج ہوں بندہ ہوں خدا کا

۶۲
طالب نہیں دنیا کا، خدا خوب ہے آگاہ
مسکین کو مسکین سے ہوتی ہے بہت راہ
تم لوگوں کی خدمت میں کیا کرتا ہوں واللہ
غربت زدہ ہوتا ہے غریبوں کا ہوا خواہ
آگاہ رہِ حق سے کم و بیش ہوں میں بھی
درویش جو تم ہو تو جگر ریش ہوں میں بھی

۶۳
ہے ایک سا واللہ مرا باطن و ظاہر
جاں دینے کو موجود ہوں میں دوست کی خاطر
کام آوے مرا سر بھی تو واللہ ہے حاضر
رکھتا ہے بہت اُنس مسافر سے مسافر
مہماں ہیں یہاں زیرِ زمیں جائیں گے ہم بھی
جانا ہے جہاں تم کو وہیں جائیں گے ہم بھی

۶۴
فاقوں میں جو کھانا کبھی آتا تھا میسّر
سائل کو کھلا دیتے تھے تب کھاتے تھے حیدرؑ
آدم ہوئے اس کے لئے جنت سے جو باہر
گندم کی نہ روٹی رکھی حضرت نے زباں پر
کیا صبر تھا قبضہ میں تو سب روئے زمیں تھی
تھا زور تو یہ اور غذا نانِ جویں تھی

۶۵
رہتا تھا سدا رخت کہن زیبِ تنِ پاک
تھے اس میں بھی پیوند یہ تھی آپ کی پوشاک
تھا صاحبِ مسند وہ وصیِّ شہِ لولاک
آرام سے سو رہتے تھے لیکن بہ سرِ خاک
فرماتے تھے یوں کیا کروں پوشاک بنا کے
سب خاک ہے مرنے پہ سوا ذات خدا کے

۶۶
اک روز کسی شخص نے کی عرض کہ مولا
یہ جامۂ بوسیدہ نہیں آپ کو زیبا
واللہ کہ ہیں آپ شہِ یثرب و بطحا
سب طرح کا اسباب ہے حضرت کو مہیا
آرام غلام آپ کے پاتے ہیں جہاں میں
اور آپ یہ تکلیف اٹھاتے ہیں جہاں میں

۶۷
سن کر یہ سخن رونے لگے حیدرِ کرار
فرمایا مجھے زینتِ دنیا نہیں درکار
نوش اس کا ہے نیش اور گل اس باغ کا ہے خار
راحت ہے زمانے کی مرے واسطے آزار
اک روز نہ جاں ہے نہ یہ ملبوس بدن ہے
گھر قبر ہے تن خاک ہے پوشاک کفن ہے

۶۸
ہے خوفِ خدا جسم کی کیوں کر کروں زینت
محشر میں حساب آہ نہیں دینے کی طاقت
اک روز یقیں یہ ہے اجل دے گی نہ مہلت
دنیا سے سبکبار ہی اٹھنا ہے غنیمت
کیا حکم ہو کیا جانے جنابِ احدی کا
تن کانپتا ہے خوفِ قیامت سے علیؑ کا

۶۹
پوشاک تکلف سببِ طولِ عمل ہے
گر سیر شکم ہو تو عبادت میں خلل ہے
غفلت نہیں خوب آ چکے دن حشر بھی کل ہے
اور محکمۂ حشر تردد کا محل ہے
ہوگا عملِ نیک سببِ لطفِ خدا کا
واں مرتبہ یکساں ہے شہنشاہ و گدا کا

۷۰
کس زیست پہ اسباب جہاں کا ہوں میں پابند
ہو جائے گا اک روز یہ تن خاک کا پیوند
سب نعمتِ دنیا کا میں مختار ہوں ہر چند
پر نانِ جویں کھانے سے دل ہے مرا خورسند
بس تا بہ کجا گور کے مہمان کی خاطر
دو رخت نہیں چاہئے اک جان کی خاطر

۷۱
واللہ بضاعت نہیں کچھ گھر میں ہمارے
کرتی ہے سدا بنتِ نبیؐ فاقے پہ فاقے
پوشاک نہیں اور سوا ایک ردا کے
بچے بھی مرے رو رو کے سو رہتے ہیں بھوکے
مالک تھا فدک کا فقط اسباب جہاں سے
سو چھن گیا اب قوت میسّر ہو کہاں سے

۷۲
اعدا نے مرے حق کو کیا ظلم سے باطل
رازق ہے خدا صبر کچھ اتنا نہیں مشکل
کیا کرتا ہے گر ملتا فدک کا مجھے حاصل
حالانکہ ہے کل میرے لئے گور کی منزل
مرنا ہوا جب دولتِ دنیا ہوئی تو کیا
راحت ہوئی تو کیا اگر ایذا ہوئی تو کیا

۷۳
کیا فقر تھا، کیا صبر تھا اللہ ری قناعت
تھی قاسمِ روزیِ دو عالم پہ یہ عسرت
دنیا کے خزانے کے تو مختار تھے حضرت
پر فاقے پہ فاقہ تھا مشقت پہ مشقت
دن آب کشی کر کے گذرتا تھا علیؑ کو
کام آسیہ گردانی سے تھا بنتِ نبیؐ کو

۷۴
سید بن طاؤس سے ہے ایک روایت
دو دن سے گرسنہ تھے شہنشاہِ ولایت
ہاتھ آتی تھی کچھ آب کشی کی بھی نہ اجرت
مسجد سے گئے گھر میں تو تھا ضعف بہ شدت
لب خشک تھے اور زرد رخِ شیرِ خدا تھا
فاقے سے شکم پشتِ مبارک سے لگا تھا

۷۵
زہراؑ سے یہ فرمایا کہ اے بنتِ پیمبرؐ
طاقت نہیں غلبہ ہے بہت بھوک کا ہم پر
کچھ کھانے کو لے آؤ جو آیا ہو میسّر
فرمانے لگیں فاطمہؑ اشک آنکھوں میں بھر کر
کیا لا کے کھلاؤں تمہیں ہے کیا مرے گھر میں
یہ تیسرا دن ہے کہ ہے فاقہ مرے گھر میں

۷۶
ہیں بھوک کے مارے ہیں حسینؑ آج بلکتے
ہر دم مرا منہ نرگسی آنکھوں سے ہیں تکتے
بستر سے نقاہت کے سبب اٹھ نہیں سکتے
دیکھ ان کو مری آنکھوں سے آنسو ہیں ٹپکتے
دو دن تک انھیں جب نہ ملے پارۂ ناں تک
معصوم ہیں بچے ہیں کریں صبر کہاں تک

۷۷
میں کیا کہوں ہوتا ہے جو اس دم مرا احوال
جب چھوٹے سے ہاتھوں کو یہ گردن میں مرے ڈال
کہتے ہیں کہ یوں بھوکے نہ ہوں گے کبھی اطفال
اماں ہمیں کھانے کو دو اب تو ہے برا حال
کون ایسا ہے جس شخص کے کھانا نہیں گھر میں
تم ایسی ہو نادار کہ دانا نہیں گھر میں

۷۸
حیدرؑ نے سنی فاطمہؑ کی جب کہ یہ تقریر
فرمایا کہ اے والدۂ شبّر و شبّیر
کچھ گھر میں اثاثہ بھی نہیں کیا کروں تدبیر
دو رہن کو یا اپنی ردا یا مری شمشیر
ناچار ہیں اب فاقے کی طاقت نہیں رکھتے
کچھ اس کے سوا اور بضاعت نہیں رکھتے

۷۹
زہراؑ نے کہا تیغ میں دوں رہن کو کیوں کر
اعدا سے جہاد آپ کیا کرتے ہیں اکثر
لے جائیے حاضر ہے یہ سر کی مرے چادر
زہراؑ سے ردا لے کے چلے حیدرِ صفدر
فاقے سے نہ غمگیں تھے نہ عسرت کا گلا تھا
ہر گام پہ تسبیح تھی اور شکرِ خدا تھا

۸۰
پوشیدہ کئے زیرِ عبا چادرِ زہراؑ
پاس ایک یہودی کے گئے سیّدِ والا
جب اس نے وصیِّ شہِ لولاک کو دیکھا
مولائے دو عالم کی وہ تعظیم کو اٹھا
کی عرض کہ آپ آئیں یہ رتبہ مرا کب ہے
فرمائیے کیا آنے کا اس وقت سبب ہے

۸۱
فرمانے لگے اس سے شہنشاہِ دو عالم
ہر چند کہ سب خلق کے ہیں عقدہ کشا ہم
رغبت ہے مگر راحتِ دنیا سے بہت کم
ان روزوں کئی گذرے ہیں فاقے ہمیں پیہم
شاکی نہیں شرمندۂ احسانِ خدا ہیں
ایذا ہی سہتے ہیں جو خاصانِ خدا ہیں

۸۲
آرام کی جاگہ نہیں یہ دارِ مصیبت
انساں سے روا ہوتی ہے انساں کی حاجت
مومن کے لئے رنج ہے کافر کو ہے راحت
پاس اپنے تو رکھ چادرِ خاتونِ قیامت
حق راضی ہو خوش نسبتِ رسولِ عربی ہو
جو دے مجھے اک صاع کہ فاقہ کشی ہو

۸۳
رکھ لی وہ یہودی نے ردا جَو دئے لا کر
سے کر چکے تھے راہ کچھ اک فاتحِ خیبر
دامن میں جَوں ہی لے کے چلے حیدرِ صفدر
اک بار پکارا وہ کہ اے خویشِ پیمبر
تصدیع تو ہوگی پہ ادھر لائیے تشریف
سن لیجئے کچھ عرض تو لے جائیے تشریف

۸۴
پاس آئے یہودی کے شہِ یثرب و بطحا
فرمایا ابنِ عم اس طرح تمہارا
اس نے کہا یا شاہ تعجب کی یہ ہے جا
ہے حضرتِ آدم سے زیادہ مرا رتبا
میں خاصۂ خالق ہوں نبی محبوبِ خدا ہوں
رتبے میں رسولانِ سلف سے میں سوا ہوں

۸۵
جو قربِ خدا ہے مجھے وہ اور کو کب ہے
ہونا مرا پیدائشِ عالم کا سبب ہے
جو کچھ مری مرضی ہے وہی خواہشِ رب ہے
عالم میں مرا صاحبِ لولاک لقب ہے
مختار ہوں جو چاہوں سو دوں راہِ خدا میں
مقبول دعا ہے مری درگاہِ خدا میں

۸۶
مقدور یہ جس کا ہو یہ کچھ جس کے ہوں رتبے
ہوں جس کے غلاموں کے لئے خلد کے تحفے
افسوس وصی اس کا کرے فاقے پہ فاقے
پیوند پہ پیوند لگیں جامہ میں اس کے
محبوبِ خدا بادشہِ روئے زمیں ہو
کھانے کو میسر نہ جسے نانِ جویں ہو

۸۷
سنتا ہوں کہ ہے حضرتِ زہراؑ کا عجب حال
چکّی ہی انھیں پیسنے کٹتا ہے مہ و سال
جز ایک ردا پاس ہے زیور نہ زر و مال
سبطینِ نبیؐ کا نظر آتا ہے یہ احوال
کرتے کبھی ثابت نہیں دیکھے بدنوں میں
وہ چاند سے پھرتے ہیں پھٹے پیرہنوں میں

۸۸
ہے فیض دو عالم میں رسولِ عربی سے
جو دیوے نجات آپ کو اس فاقہ کشی سے
کیوں عرض نہیں کرتے جنابِ احدی سے
اور دور ہو افلاس کا غم بنتِ نبی سے
ہو جس کا لقب شیرِ خدا کون و مکاں میں
محتاج ہو وہ نانِ شبینہ کو جہاں میں

۸۹
یہ سن کے کہا اس سے شہِ عقدہ کشا نے
عسرت نہ سمجھ کیا کوئی اس راز کو جانے
سب نعمتیں اپنی ہمیں بخشی ہیں خدا نے
چاہیں تو ابھی خلد کے کھانے لگیں کھانے
رتبہ نہ سمجھ فاقے سے کم آلِ نبیؐ کا
واللہ کہ یہ فقر تو ہے فخر، علیؑ کا

۹۰
یاں رنج ہے جس کے لئے راحت اُسے واں ہے
ہو طالبِ عقبیٰ یہی مومن کا نشاں ہے
دنیا سے جو بیزار ہے وہ اہلِ جناں ہے
پوشاکِ کہن پہنی تو کیا اس میں زیاں ہے
اک دن تہِ گور میں محتاج و غنی ہیں
یہ صورتیں سب خاک میں ملنے کو بنی ہیں

۹۱
یہ نعمت دنیا میں ملی کب ہے حلاوت
ان کپڑوں میں معبود نے بخشی ہے وہ عزّت
جس طرح کہ فاقوں میں ہمیں ملتی ہے لذّت
بانٹیں گے محبوں کو ہمیں حُلّۂ جنت
خالق کی عبادت کے سزاوار ہمیں ہیں
جنّت کے بھی کوثر کے بھی مختار ہمیں ہیں

۹۲
ہو کس سے بیاں وصف بزرگی کا خدا کی
معبود نے بندوں کو یہ طاقت ہے عطا کی
بخشا ہے جنھیں صبر وہ ہوتے نہیں شاکی
گر چاہیں تو ہو جائے یہ دیوار طلا کی
ذرہ پہ کریں مہر تو خورشید مبیں ہو
قطرے کو جو کہہ دیں تو ابھی دُرِّ ثمیں ہو

۹۳
مولا کی ابھی ختم ہوئی تھی نہ یہ گفتار
اور آئی صدا اس سے کہ یا حیدرِ کرّار
جو ہو گئی اعجاز سے سونے کی وہ دیوار
حاضر ہوں میں ہیں آپ مرے مالک و مختار
فرمایا کہ تجھ پر نظرِ لطفِ خدا ہے
میں آپ غنی ہوں مجھے پرواہ کیا ہے

۹۴
دیکھا جو یہودی نے یہ اعجازِ نمایاں
کی عرض کہ میں تجھ پہ فدا اے شہِ مرداں
قدموں پہ گرا اور ہوا دل سے مسلماں
حضرت کے تصدق سے ملی دولتِ ایماں
شہ نے کہا ہر بندے کا مالک وہی رب ہے
یہ چادرِ زہراؑ کی زیارت کا سبب ہے

۹۵
عسرت میں بھی تھا فیضِ یداللہ کا جاری
فاقوں میں بھی تھی مصلحتِ حضرتِ باری
ہر امر میں حیدر کی مدد کرتا تھا باری
کافر کو مسلماں کیا تاجی ہوا ناری
کس مرتبہ تھا لطف و کرم ربِّ غنی کا
تھا زہد یہ اور زور تھا خیبر شکنی کا

۹۶
ہے دفترِ ایمانِ دو عالم کا علیؑ فرد
ہے گرمیِ بازارِ شجاعانِ جہاں سرد
آفاق میں حیدر سا نہیں کوئی جواں مرد
دہشت سے اسی کی رخِ خورشید ہوا زرد
شیروں کے جگر آب ہیں صمصامِ علیؑ سے
تھراتا ہے مریخِ فلک نامِ علیؑ سے

۹۷
بے اِذن کوئی گھر میں کسی کے نہیں جاتا
باللہ یداللہ اگر ہاتھ اٹھاتا
بے پردہ ہوں ناموس تو کیا طیش ہے آتا
تلوار کی تاب اس کی جہاں میں کوئی لاتا
ہو زیر کیا جس نے زبردستوں کو لڑ کے
طاقت تھی کہ لے جائے اسے گھر سے پکڑ کے

۹۸
اعدا یہ سمجھتے تھے یہ زنہار نہ سمجھے
مختار کے گھر کا اسے مختار نہ سمجھے
کچھ مرتبۂ حیدرِ کرّار نہ سمجھے
افسوس کہ حقدار کو حقدار نہ سمجھے
کیا قہر ہے داماد نبیؐ پر یہ ستم ہو
ممکن ہے کہ تربت میں محمدؐ کو نہ غم ہو

۹۹
تھا ایک تو غم فاطمہؑ کو ہجرِ پدر کا
حیدر کو پکڑ لے گئے وارث جو تھا گھر کا
اور دوسرے اسقاط ہوا حملِ پسر کا
اس دن سے عجب حال تھا اس خستہ جگر کا
پر اٹھ کے نہ دروازے سے باہر گئی زہراؑ
جس حجرے میں بیٹھی تھی وہیں مر گئی زہراؑ

۱۰۰ غل پڑ گیا ہے ہے ہوئے تنہا شہِ دل گیر
ماں مرگئی بن ماں کے ہوئے شبرؑ و شبیرؑ
سر پیٹ کے کی زینبِؑ بے کس نے یہ تقریر
لو وہ ہوا جو چاہتے تھے ظالم بے پیر
اب دستِ ستم کس پہ اُٹھاویں گے ستمگر
اب پہلو پہ در کس کے گراویں گے ستمگر

۱۰۱ ہے ہے مری اماں تری صورت کے میں قرباں
صدقے ترے پہلوئے شکستہ کے مری جاں
بی بی گئیں جنت کو یہ گھر ہوگیا ویراں
تنہائی کا کچھ بیٹوں کے ہرگز نہ کیا دھیاں
تم مرگئیں اب کون دلاسا ہمیں دے گا
اب کون خبر شبرؑ و شبیرؑ کی لے گا

۱۰۲ اس ظلم و ستم پر بھی نہ باز آئے ستمگر
چاہا کہ نہ دنیا میں رہے خویشِ پیمبرؐ
ماہِ رمضاں تھا کہ ہوا شور یہ گھر گھر
تلوار لگی سجدے میں زخمی ہوئے حیدرؑ
مسجد میں کسی نے اسد اللہ کو مارا
بے جرم دو عالم کے شہنشاہ کو مارا

۱۰۳ سر پیٹ کے گردوں پہ یہ جبرئیل پکارا
سر شیرِ خدا کا ہوا سجدے میں دوپارا
کہتے ہیں محمدؐ مرا گھر لٹ گیا سارا
ظالم نے علیؑ کو نہیں مارا مجھے مارا
آواز یہ آتی ہے بتولِؑ عذرا کی
مارا مرے شوہر کو دوہائی ہے خدا کی

۱۰۴ ہیں لٹ گئی ہے ہے مرے بچے ہوئے برباد
سمجھاتا تھا باپ ان کو جو کرتے تھے مجھے یاد
پردیش میں جاویں گے کدھر ہائے وہ ناشاد
اب قتل یتیموں کو کریں گے ستم ایجاد
بچھڑے ہوئے تھے مادرِ تفتیدہ جگر سے
اک باپ کا سایہ تھا سو اب اُٹھتا ہے سر سے

۱۰۵ گھبرا گئی گھر میں یہ صدا سنتے ہی کلثومؑ
بیدار ہوئے خواب سے زہراؑ کے وہ معصوم
زینبؑ نے پکارا ارے لوگو یہ ہے کیا دھوم
بابا ہوئے زخمی ہمیں ہوتا ہے یہ معلوم
خوں ہوگیا سجدے میں محمدؐ کے وصی کا
ہر سمت ہے غل ہائے علیؑ ہائے علیؑ کا

۱۰۶ بابا کا سُنا حال جو فرزندوں نے اک بار
سر پیٹتے سجد میں گئے وہ جگر افگار
دیکھا کہ نمازی تو کھڑے روتے ہیں سرشار
اور خوں میں تڑپتے ہیں پڑے حیدرِؑ کرار
کچھ ذکر زباں پر نہیں جز طاعتِ حق ہے
سرتا بہ جبیں ضربتِ شمشیر سے شق ہے

۱۰۷ گہہ اُٹھتے ہیں سر ہیں کبھی سجدے میں جھکاتے
اُمت کی دعا کو ہیں کبھی ہاتھ اُٹھاتے
خوں لے لے کے ہیں ریشِ مبارک میں لگاتے
بند آنکھیں ہیں اور غش پہ ہیں غش متصل آتے
ہوش آتا ہے جب کہتے ہیں جس وقت مروں گا
احمدؐ سے اسی طرح ملاقات کروں گا

۱۰۸ مسجد میں تڑپنے لگے وہ فاطمہؑ کے لال
سنبل سے بھرے گیسوؤں کے خاک سے سب بال
چلاتے تھے بابا سے لپٹ کر یہ وہ اطفال
اے قبلۂ کونین یہ کیا آپ کا ہے حال
ہم گھر میں رہے ہم کو خبر کی نہ کسی نے
بابا تمھیں زخمی کیا مسجد میں شقی نے

۱۰۹ ہے ظلم نبیؐ زادوں پہ فریاد خدایا
اعدا نے ہمیں عید کے نزدیک رُلایا
اماں سے تو چھوٹے تھے پدر سے بھی چھڑایا
سیّد کا لہو ماہِ مبارک میں بہایا
اس سن میں یتیمی کا ہمیں داغ دیا ہے
روزوں میں نمازی کو ترے قتل کیا ہے

۱۱۰ قاتل کو محبانِ علیؑ لائے پکڑ کر
مشکیں تھیں بندھی سر کو جھکائے تھا ستمگر
جس دم پڑی اس پہ نظر خویشِ پیمبرؐ
قاتل سے یہ فرمانے لگے حیدرِؑ صفدر
کیا میری خطا تھی جو ستایا مجھے تو نے
کس جرم پہ یہ وار لگایا مجھے تو نے

۱۱۱ بتلا مجھے کچھ میں نے اذیت تجھے دی تھی
یا تجھ سے علیؑ نے کبھی نیکی نہیں کی تھی
کچھ بات کبھی سخت تجھے میں نے کہی تھی
ثابت مری تقصیر کوئی مجھ پہ ہوئی تھی
بیکس کیا یاروں کو رسولؐ دوسرا کے
مارا مجھے کیوں آن کے سجدے میں خدا کے

۱۱۲ رونے لگا سر شرم سے نیہوڑا کے ستمگار
چاہا یہ حسنؑ نے کہ لگا دیں اُسے تلوار
کیا رحم ہے فرمانے لگے حیدرِؑ کرار
مارو نہ اسے قید کرادے مرے دلدار
یہ چاہتا ہے بند سے رسّی کے رہا ہوں
تم کھول دو ہاتھ اس کے کہ میں عقدہ کشا ہوں

۱۱۳ بازو ہیں بندھے اس کے ہے بے چین مرادل
ہم وہ ہیں کہ حل کرتے ہیں ہر ایک کی مشکل
دشمن نہیں میں اس کا یہ گو ہے مرا قاتل
دیوے گا سزا اس کی اسے خالقِ عادل
کی اس نے بُرائی تو ضرر کیا ہے ہمارا
دشمن پہ کریں رحم یہ شیوا ہے ہمارا

۱۱۴ اے لعل قسم ہے تمھیں غصے میں نہ آنا
جب تک کہ میں زندہ ہوں نہ ہاتھ اس پہ اُٹھانا
جس وقت میں ہوں عالمِ فانی سے روانا
اک وار سے تم اس پہ زیادہ نہ لگانا
جو کھاؤں میں کھانا وہی پہنچائیو اس کو
پیاسا ہو تو پانی سے نہ ترسائیو اس کو

۱۱۵ دشمن پہ بھی مولا کا یہ تھا لطف و مدارا
پیاسا رہے قاتل نہ علیؑ کو تھا گوارا
وہ لوگ تھے کیسے کرو انصاف خدارا
پیاسا جنھوں نے حضرتِ شبیرؑ کو مارا
قاتل پہ یہ احسان تھا جس حق کے ولی کا
پانی سے ترستا رہا فرزند اُسی کا

۱۱۶ لکھا ہے چڑھا چھاتی پہ جب شمرِ بداختر
تھی پیاس سے حضرت کی زباں ہونٹوں کے باہر
کہتے تھے کہ دو روز کا پیاسا ہوں ستمگر
کر ذبح پہ تھوڑا سا مجھے پانی پلا کر
رحم آیا نہ دل میں یہ شقاوت تھی شقی کے
پیاسا ہی کیا ذبح نواسے کو نبیؐ کے

۱۱۷ قاتل کے ید اللہ نے کھلوائے بندھے ہاتھ
اور بازوئے کلثومؑ بندھے رسّی میں ہیہات
باندھے ہوئے تھے بازوئے زینبؑ کو بھی بدذات
فرماتے ہیں یہ سیّد سجادؑ خوش اوقات
ظالم ہمیں دربار میں جب لے کے چلے تھے
اک رسّی تھی اور بارہ اسیروں کے گلے تھے

۱۱۸
القصہ یہ فرزندوں سے جب کہہ چکے حیدرؑ
چاہا کہ اٹھیں اٹھ نہ سکے فاتحِ خیبر
رونے لگے بابا سے وہ شہزادے لپٹ کر
بیٹوں سے کہا باندھو عمامہ مرے سر پر
جاں زینبؑ و کلثومؑ کی ہووے گی پدر میں
مسجد سے اٹھا کر مجھے اب لے چلو گھر میں

۱۱۹
روتے ہوئے سبطینِ نبیؐ آپ کو لائے
زینبؑ نے کہا ہائے پدر خوں میں نہائے
سر پیٹتے ناموسِ محمدؐ نکل آئے
نانا نہیں زینب یہ ستم کس کو دکھائے
برباد ہوئیں بیبیاں بھی بیٹے بھی گھر بھی
بن ماں کی تو تھی چھوڑ چلے ہائے پدر بھی

۱۲۰
بابا مرے زخمی ہوئے ہے ہے مری قسمت
اماں کے بھی ماتم سے ہوئی تھی نہ فراغت
دو ٹکڑے ہے سر خوں میں بھری چاند سی صورت
آنسو بھی نہ سوکھے تھے کہ ٹوٹی یہ مصیبت
دن روتے گذرتا تھا تو شب آہ و فغاں میں
ماتم کے لئے خلق ہوئی تھی میں جہاں میں

۱۲۱
نانا مرے اور ہائے مجھے موت نہ آئی
اب اور اک آفت یہ مقدر نے دکھائی
اماں کے لئے ماتمی صف میں نے بچھائی
درپیش ہے پردیس میں بابا سے جدائی
کس سے کہوں جو مجھ پہ جفا ہو گئی لوگو
فریاد ہے تقدیر مری سو گئی لوگو

۱۲۲
سن سن کے بیاں بیٹیوں کے روتے تھے حیدر
سر دے دے پٹکتے تھے جو سبطینِ پیمبرؐ
ایک ایک کو سمجھاتے تھے چھاتی سے لگا کر
اس صدمے سے ہو جاتے تھے غش فاتحِ خیبر
ہوش آتا تو کہتے نہیں مرنے کا الم ہے
ان روزوں سے محروم رہے ہم یہ ستم ہے

۱۲۳
مرغوب تھا ماہِ رمضاں کا ہمیں آنا
اس عید کا افسوس پڑھیں گے نہ دوگانا
سو آہ ہمیں ہوتے ہیں جنت کو روانا
خوں سے عوضِ غسل تھا قسمت میں نہانا
مسجد میں بغل گیر جو ہوئیں گے نمازی
شبیرؑ سے لپٹ کر ہمیں روئیں گے نمازی

۱۲۴
دو دن رہا اس سیدِ عالم کا یہ عالم
سر تا بہ قدم پھیل گیا تھا اثرِ سم
رخ زرد تھا لب خشک تھے غش آتے تھے پیہم
گھٹتی تھی جو طاقت تو ورم بڑھتا تھا ہر دم
آئی جو شبِ بست و یکم مر گئے حیدر
غل پڑ گیا دنیا سے سفر کر گئے حیدر

۱۲۵
ہاں اہلِ عزا روؤ کہ یہ وقتِ بکا ہے
ہادی جو تمہارا ہے وہ دنیا سے اٹھا ہے
پیٹو کہ محمدؐ کا وصی قتل ہوا ہے
دن آج کا سوچو تو قیامت سے سوا ہے
اک شور ہے ماتم کا بپا گھر میں نبیؐ کے
بیٹے لئے جاتے ہیں جنازے کو علیؑ کے

۱۲۶
خاموش انیسؔ اب کہ جگر ہو گیا پانی
بے مثل ہیں ہرچند یہ الفاظ و معانی
دیکھی تری دریائے طبیعت کی روانی
تعریف مگر خوب نہیں اپنی زبانی
مداحِ حیدر جو کرے منہ ترا کیا ہے
امدادِ محمدؐ ہے یہ تائیدِ خدا ہے

مرثیہ
شیرِ خدا کے وصف کہاں تک رقم کروں
کاغذ بجائے تختۂ گردوں بہم کروں
شمہ نہو جو سارے نیستاں قلم کروں
دریا اگرچہ سارے سیاہی سے ضم کروں
لکھنے کو بیٹھیں حور و ملک انس و جن تلک
عشرِ عشیر ہو نہ قیامت کے دن تلک

۲
ہوتا ہے طبع کو جو کسی طرح کا ملال
ہے مرتضیٰ علیؑ ولی سا کفیلِ حال
اس وقت اپنے دل میں یہ کرتے ہیں ہم خیال
واللہ دل کو ہوتی ہے اس دم خوشی کمال
لیتا ہوں جب میں نامِ شہِ انس و جان کو
سو سو طرح کی ملتی ہے لذّت زبان کو

۳
دیکھو تو نام پاک کی تم خوبصورتی
زوجہ ملی تو فاطمہ سی دخترِ نبیؐ
شیرِ خدا امیرِ عرب مرتضیٰ علیؑ
بیٹے حسنؑ حسینؑ سے جن پر فدا ہے جی
حیدرؑ سے لاکھ طرح کی مشکل کشائی ہے
اس نام میں بھری ہوئی مشکل کشائی ہے

۴
اس نام کے سبب سے بروز اُمید و بیم
ہے جس کا دل علیؑ کی محبت میں مستقیم
وا ہوگا عاصیوں پہ درِ جنّت النعیم
اُس پر حرام ہے شررِ آتشِ جحیم
اسلوب نیک کون سا ہے اپنی بات کا
اک بس یہی تو ہے گا وسیلہ نجات کا

۵
جب روزِ بازپرس کا ہوئے گا جاں گداز
خدمت سے مرتضیٰؑ کی نہیں ہے جنھیں نیاز
بعضوں کی مغفرت پہ کریں گے گناہ ناز
کچھ فائدہ نہ دیں گے انھیں روزہ و نماز
ہیں جن کے پاؤں حُبِّ علیؑ کی بساط پر
ثابت قدم رہیں گے انھیں کے صراط پر

۶
بعضے پلِ صراط سے جاویں گے یوں گذر
بعضے ردائے فاطمہ زہراؑ کو تھام کر
پتھر سے جست کر کے نکل جائے جوں شرر
کہتے ہوئے علیؑ ولی جائیں گے اُدھر
آگے تو مرتضیٰؑ کا تصرف تمام ہے
ادنیٰ غلام کے لئے اعلیٰ مقام ہے

۷
کیسا خدا پرست تھا مولا مرا سخی
سائل کی پر نہ دیکھ سکا وہ گرسنگی
نیت سہ روز روزے پہ روزے کی اس نے کی
کھائی نہ سیر ہو کے غرض نانِ جَو کبھی
یکتا تھا وہ عبادتِ ربِّ ودود میں
گذری تمام عمر رکوع و سجود میں

۸
ہجرت زمینِ کعبہ سے جب مصطفیٰؐ نے کی
فیصل لڑائی بدر کی شیرِ خدا نے کی
اُس روز مصطفیٰؐ کی مدد مرتضیٰؑ نے کی
جنگِ اُحد بھی فتح اسی مقتدا نے کی
واللہ اس سے زورِ عیاں لا تعد ہوا
قتل اس کے ہاتھ سے عمر عبدوُد ہوا

۹
خیبر میں مصطفیٰؐ ہوئے جب گرمِ کارزار
تب آ گیا جلال میں محبوبِ کردگار
باہم سہ روز جنگ سے سب نے کیا فرار
فرمایا شام کو یہ پیمبرؐ نے یوں پکار
بھیجوں گا کل اسے جو مرا دوستدار ہے
کرّار ہے وہ شخص جو غیرِ فرار ہے